قرآن اور تحریک قرآن

(مولانا شاہ محمد عبد الحامد قادری بدایونی)

یہ ایک حقیقتِ مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام سے قبل ہر قوم اور ہر ملک کیلئے ایک نہ ایک پیام بھیجا۔ مگر یہ کیونکر ممکن تھا کہ رب العلمین کی ہدایت و بشارت اور اُس کی رحمت کسی ایک خاص جماعت مخصوص ملت و قوم کے ساتھ متعلق ہو کر محدود ہو جاتی۔

ہر زمانہ کی ضروریات کے مطابق خدائے برتر نے اپنا پیام عطا فرمایا مگر عام طور پر انسانوں نے خدا کے اس کلام اور پیام کو یا تو بھلا دیا یا ترمیم و تحریف کر ڈالی۔ اب ضرورت تھی کہ ابرِ رحمت یکساں طور پر برسے اور ایسا مکمل اور آخری کلام نازل ہو جس کی حفاظت کا ذمہ خود قدرت کے ہاتھوں میں ہو۔

قرآن حکیم چونکہ انسانوں کیلئے ہے اسلئے اُس نے سب سے پہلے یہی دعویٰ کیا کہ انسانی فطرت سب سے اعلیٰ ہے برعکس اسکے مذاہبِ عالم کی دوسری کتابیں اپنی موجودہ حالت میں فطرت انسانی کو مائل بہ بدی قرار دیتی ہیں محلِ تعجب ہے کہ عالمِ موجودات کے معمولی معمولی ذرات تو مکمل فطرت سے مشرف ہوں اور انسان جو حالیہ سائنس کی رُو سے بھی کائنات کا ملخص ہے اُس کے متعلق یہ ایمان رکھا جائے کہ اسکی فطرت پست ترین ہے اور اگر وہ ازل میں اعلیٰ تھی تو وجود میں آنے کے بعد بگڑ گئی۔ قرآن مجید نے کھلے ہوئے الفاظ میں اعلان کر دیا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔

مسلمان ہوں یا اقوامِ عالم سب کیلئے یہی ایک کلام ہے جو رشد و ہدایت کا ضامن اور کفیل ہے جیسا کہ اس نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے دنیا کی سب سے زیادہ گری گزری اور بدتر قوم کو زمین سے اُٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ حیف ہے کہ اسکی موجودگی میں امنِ عالم مفقود ہے، قومیں تباہ حال ہیں اور مسلمان سرگشتہ و حیران۔

حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا تھا کہ دو چیزیں تمہارے اندر چھوڑتا ہوں ایک قرآن دوسرے آل۔ الحمد للہ کہ

قرآن حکیم آج تک وعدۂ الٰہی کے مطابق اپنی اصلی شکل وصورت میں باقی ہے۔ اور اس شان کے ساتھ صفحۂ ہستی پر دنیا کی کوئی مذہبی کتاب بے غل وغش باقی نہیں۔ یہانتک کہ اگر ساری قومیں مل کر بھی اس کو مٹانا چاہیں تو ناممکن ہے کیونکہ قلوب اس کے حامل اور امین رہیں گے۔

ہاں ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں نے اسی قرآنِ حکیم کی بدولت عالم میں تلاطم برپا کر دیا تھا۔ دارالسلام بغداد کے پرسکوت در و دیوار کو دیکھو مصر و شام کے عبرتناک کھنڈرات پر نظر ڈالو وادیٔ بطحا کے ریگزاروں سے دریافت کرو۔ ان حدیخوانوں شتربانوں کو یاد کرو جنہوں نے قرآنِ کریم کی بدولت دنیا کی شہنشاہیوں کی بساط الٹ دی۔ قرطبہ و غرناطہ کی یادگاریں بھنتی ہیں کہ ہمارے مکینوں نے جو کچھ کیا قرآن اور فقط قرآن ہی کی اتباع کی بدولت کیا اور جب مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا تو زمانہ نے بھی انکو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا۔

اس بیسویں صدی عیسوی میں ہر علم وفن کی تعلیم کو سہل بنایا جا رہا ہے اور آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ جملہ علوم کی طرف تو ہر شخص نے اپنی تمام توجہات کو منعطف کر رکھا ہے مگر حیف ہے کہ نہیں سعی کی جاتی تو صرف قرآن حکیم کے لئے۔

مسلمانوں کی تعلیم گاہوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے روپے سے مسلمان بچوں کیلئے بیہودہ ڈرامے اوقات مخرب اخلاق قصے کہانیاں پڑھا کر انکی ذہنیت کو تباہ کیا جاتا ہے۔ کاش قرآنی قصص و حکایات حکیمانہ قول اور اخلاق کی تعلیم سے لبریز آیات جس سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے ان کے ذہن نشین کئے جائیں تو ابتدا ہی سے بچے قرآن کریم کی طرف مائل ہو جائیں۔ ان کے ذہنوں میں ان قصص و حکایات کی بدولت دنیا کی پرانی تاریخ۔ مد و جزر۔ اور بہترین کی تعلیمات آ جائیں۔ یہ اسلئے بھی کہ اوائل عمر کی تعلیم کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے۔

حکایات وغیرہ کے علاوہ کئی اور طریق ہو سکتے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآنی الفاظ کے سادہ اور سلیس معانی دلچسپ طریقہ سے ذہن نشین کئے جائیں اور وہ بچوں کو یاد کرائے جائیں تاکہ وہ ان الفاظ کی بدولت عبارت میں مروجہ سکیں جہاں کہیں وہ الفاظ آئیں گے وہ معنی کو آسانی سے سمجھ سکیں گے۔

یہاں میں صدیقی الافاضل جناب مولانا ابو محمد مصلح صاحب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے تحریکِ قرآن کے ذریعہ تنہا اس علم کو بلند کیا ہے اور مختلف طریقوں سے اسکے نتائج کو ٹھوس، دور رس اور ہمہ گیر بنا دیا ہے۔

"تحریکِ قرآن" نے حیدرآباد اور ہندوستان میں خموشی کے ساتھ جڑ پکڑ لیا ہے اور اس کے شرکاء میں مقدس اور مشہور ہستیاں شریک ہو چکی ہیں۔ اور معلوم نہیں مولانا نے اس سلسلے میں کس قدر لٹریچر اب تک لاکھوں اور ہاتھوں تک پہنچا دیا ہے۔

"ترجمان القرآن" اسی مقدس تحریک کا ترجمان ہے جو اپنے رنگ کا غالباً تمام عالم اسلام میں واحد رسالہ ہے ہماری دلی دعا ہے کہ رب العزت تحریکِ قرآن کو قبول فرمائے۔ اور مسلمان اس اصل الاصول کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ اگر اس نازک دور ابتلاء میں بھی مسلمان بیدار نہ ہوئے اور انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو اپنا شعار نہ بنایا تو قانون ارتقا کے مطابق وہ جلد از جلد صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائیں گے۔

بلاشبہ یہی وہ نورانی قندیل ہے جس کی مدد سے دنیا کی تاریک اور دشوار گزار گھاٹی کو عبور کیا جا سکتا ہے اور مسلمان کامیابی و کامرانی قرآن پر عمل کرنے سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

کاش مسلمان اس کے معنی پر غور کریں تو انہیں پتہ چل جائے کہ اس کتاب مقدس میں دین و دنیا دونوں موجود ہیں اور وہ قرآنی برکات صرف اسی طرح حاصل کر سکتے ہیں جو کہا گیا نہ کہ قرآن پاک کو طاقوں کی زینت بنائے رکھنے اور رسمیات میں مبتلا رہنے سے۔

ہاں اے مسلمانو!

اٹھو، قرآنِ کریم کو مضبوطی سے ہاتھ میں لو اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا عزم صمیم کر لو۔
تم نے اس کے ذریعہ دنیا کی کایا پلٹ کی مگر اب تم اپنی ہی زندگی میں اس کے ذریعہ تبدیلی و زندگی پیدا کرو
قرآنِ کریم کی تعلیم کو ہر گھر میں جاری کر دو، تمہارے بوڑھے، جوان، بچے، عالم، جاہل غرض ہر فرد مسلم قرآن پاک کی تعلیم کو اپنی زندگی کا جزو بنائیں۔ پھر دیکھو مختصر سی مدت میں کیا ہوتا ہے۔